وقت عموماً نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بہرحال اس رسالہ سے علماء کرام کے خیالات ضرور معلوم ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس کا مطالعہ مفید ہو گا۔

مسلمان کیا کریں؟ شائع کردہ حلقۂ ادب لکھنؤ صفحات ۱۲۶ کاغذ کتابت طباعت معمولی قیمت ۱۲؍

چند ماہ سے اخبار مدینہ بجنور نے ایک عجیب و غریب بحث کا آغاز کر رکھا ہے جس کا عنوان ہے "مسلمان کیا کریں"۔ اس بحث کا سلسلہ اب تک جاری ہے "حلقۂ ادب لکھنؤ" نے ان ہی مضامین میں سے چودہ منتخب مضامین کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔ اس مجموعہ میں پہلا مضمون چودھری افضل حق صاحب کا ہے جنھوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ کانگریس سے بگاڑ نہ کریں۔ مگر اُن کے تمام کام مجلس احرار کے زیر سایہ ہونے چاہییں۔ دوسرا مضمون ڈاکٹر اشرف کا ہے جس میں اُنھوں نے بڑی سنجیدگی اور معقولیت کے ساتھ اصلی موضوع سخن پر بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں کے لیے صرف کانگریس کی شرکت نجات کا باعث ہو سکتی ہے۔ پروفیسر عاقل کا مضمون اچھا ہے۔ مگر اُنھوں نے کسی خاص جماعت کا نام نہیں لیا ہے۔ مسٹر وجاہت سندیلوی اور محیی الدین صاحب قائد بی اے نے کانگریس کی شرکت پر زور دیا ہے، اور جو کچھ لکھا ہے سوچ سمجھ کر لکھا ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ سیاست کے موجودہ دور میں ہمارے مفکرین جب کبھی مسلمانوں کی سیاسی پوزیشن پر غور کرتے ہیں تو ہمیشہ بحث کے صرف ایک رُخ کو سامنے رکھتے ہیں یعنی یہ کہ آنے والے انقلاب میں مسلمان اپنی سیاسی حیثیت کو کس طرح برقرار رکھ سکتے ہیں۔ بعض حضرات جو انتہا درجہ کے "خود اعتماد" ہیں مسلمانوں کو کانگریس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں، اور جو ہندوؤں کی تنگ ذہنیت سے خود فراموشی کی حد تک مرعوب ہیں کانگریس سے الگ رہنے کا مشورہ پیش کر رہے ہیں، تمام زور تقریر اور قوت بیان صرف انہی دو چیزوں کی نفی و اثبات پر صرف ہو رہا ہے لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ مسلمانوں کو مستحکم اور ترقی یافتہ قوم بنانے کے لیے جن تعمیری کاموں کی ضرورت ہے اُن کو بھی فراموش نہ کر دینا چاہیے۔ مسلمانوں نے جوق درجوق کانگریس میں شریک

ہو کر اگر معرکۂ آزادی فتح کر ابھی دیا اور خود اُن میں کوئی قومی استحکام نہیں پایا گیا اور اُن کی اقتصادی تباہ حالی، معاشرتی پراگندگی، علمی انحطاط و فرومائگی، اور تشتت و افتراق کا عالم یہی رہا تو کیا آئندہ وہ محض جنگ آزادی میں شریک ہو جانے کے صدقہ میں وقت کی قوت مقتدرہ کے جور و ستم سے باز رہ سکینگے اور اپنی قومی حیثیت کو محفوظ و مامون رکھنے میں کامیاب ہوسکینگے۔ آج ہندوؤں کو ہندوستان کی سب سے زیادہ طاقتور قوم کہا جاتا ہے لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کی یہ طاقت صرف کانگریس کی بدولت ہے اور اس میں اُن سینکڑوں تعمیری تحریکوں کو دخل نہیں ہے جن کے ماتحت وہ سالہا سال سے ایک منظم طریقہ پر عمل کر رہے ہیں۔ قوم اگر مضبوط ہے اور وہ بجا طور پر اپنے اوپر اعتماد رکھ سکتی ہے تو وہ خواہ کسی جماعت کے ساتھ شریک ہو کر کام کرے اُس کی حلیف جماعت اُس کے حقوق کو نظر انداز نہیں کر سکتی بہرحال اس مجموعہ کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ ایک ہی مسئلہ کے متعلق متعدد ارباب فکر کے خیالات مع دلائل کے نظر کے سامنے آجاتے ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کو سنجیدگی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا مگر یہ دیکھ کر بیحد افسوس ہوتا ہے کہ آج جبکہ مسلمانوں کی ہمسایہ قوم بہت تیزی کے ساتھ سرگرم عمل ہے اور اُس کی جد و جہد کا ہر قدم اُس کو منزل مقصود سے قریب تر کرتا جا رہا ہے۔ ہمارے ارباب فکر ابھی یہی سوچ رہے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے

رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھیے تھمے! نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں